رخسانہ نگار عدنان

ایک تھی مثال

عدیل اور فوزیہ نسیم بیگم کے بچے ہیں۔ بشریٰ ان کی بہو ہے اور ذکیہ بیگم کی بیٹی ہے۔ عمران بشریٰ کا بھائی ہے۔ مثال ذکیہ بیگم کی نواسی اور نسیم بیگم کی پوتی ہے۔ بشریٰ اور نسیم بیگم میں روایتی ساس بہو کا تعلق ہے۔ نسیم بیگم مصلحتاً "بیٹا بہو سے لگاوٹ دکھاتی ہیں۔ دوسری طرف ذکیہ بیگم کا کہنا ہے۔ ان کی بیٹی بشریٰ کو سسرال میں بہت کچھ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ پانچ سال کی مسلسل کوششوں کے بعد بشریٰ کی نند فوزیہ کا بالآخر ایک جگہ رشتہ طے پا جاتا ہے۔ نکاح والے روز بشریٰ دولہا ظہیر کو دیکھ کر چونک جاتی ہے۔

عدیل سے شادی سے قبل ظہیر کا بشریٰ کے لیے بھی رشتہ آیا تھا مگر بات نہ بن سکی تھی۔ نکاح والے دن فوزیہ کی ساس زاہدہ اور ذکیہ بیگم بھی ایک دوسرے کو پہچان لیتی ہیں۔ بشریٰ اپنی ماں سے یہ بات چھپانے کے لیے کہتی ہے مگر عدیل کو پتا چل جاتا ہے۔ وہ ناراض ہوتا ہے مگر فوزیہ اور نسیم بیگم کو بتانے سے منع کر دیتا ہے۔ بشریٰ اور عدیل ایک ہفتے کے لیے اسلام آباد جاتے ہیں۔ وہاں انہیں پتا چلتا ہے کہ بشریٰ کے ہاں سات سال بعد پھر خوش خبری ہے۔

عفان اور عاصمہ اپنے تین بچوں اور والد کے ساتھ کرائے کے گھر میں رہتے ہیں۔ عفان کے والد فاروق صاحب سرکاری نوکری سے ریٹائر ہوئے ہیں۔ گریجویٹی اور گاؤں کی زمین فروخت کرکے وہ اپنا گھر خریدنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ڈیڑھ کروڑ میں زمین کا سودا کرکے وہ عفان کے ساتھ خوشی خوشی شہر آ رہے ہوتے ہیں کہ ڈکیتی کی واردات میں قتل ہو جاتے ہیں۔

عفان کے قریبی دوست زبیر کی مدد سے عاصمہ عفان کے آفس سے تین لاکھ روپے اور فاروق صاحب کی گریجویٹی سے سات لاکھ روپے وصول کر پاتی ہے۔ زبیر گھر خریدنے میں بھی عاصمہ کی مدد کر رہا ہے۔

اسلام آباد سے واپسی پر عدیل دونوں مقتولین کو دیکھتا ہے۔ زاہدہ، نسیم بیگم سے بیس لاکھ روپے سے مشروط فوزیہ کی

رخصتی کی بات کرتی ہیں۔وہ سب پریشان ہوجاتے ہیں۔عدیل بشریٰ سے ذکیہ بیگم سے تین لاکھ روپے لانے کو کہتا ہے۔

حمیدہ خالہ‘ عاصمہ کو سمجھاتی ہیں کہ عدت میں زبیر کا اکیلے اس کے گھر آنا مناسب نہیں ہے۔لوگ باتیں بنارہے ہیں جبکہ عاصمہ کی مجبوری ہے کہ گھر میں کوئی مرد نہیں۔اس کا بیٹا ابھی چھوٹا ہے اور سارے کام اس نے خود کرنے ہیں۔وہ جلد از جلد اپنا گھر خریدنا چاہتی ہے۔عاصمہ کے کہنے پر زبیر کسی مفتی سے فتویٰ لے کر آجاتا ہے کہ دوران عدت انتہائی ضرورت کے پیش نظر گھر سے نکل سکتی ہے بشرطیکہ مغرب سے پہلے واپس گھر آجائے‘ سووہ عاصمہ کو مکان دکھانے لے جاتا ہے۔اور موقع سے فائدہ اٹھا کر اسے اپنی ہوس کا نشانہ بناتا ہے اور وہیں چھوڑ کر فرار ہوجاتا ہے۔

رقم مہیانہ ہونے کی صورت میں فوزیہ کو طلاق ہوجاتی ہے۔ نسیم بیگم جذباتی ہوکر سو اور اس کے گھر والوں کو مورد الزام ٹھہرانے لگتی ہیں۔اسی بات پر عدیل اور بشریٰ کے درمیان خوب جھگڑا ہوتا ہے۔عدیل طیش میں بشریٰ کو دھکا دیتا ہے۔اس کا ابارشن ہوجاتا ہے۔عدیل شرمندہ ہوکر معافی مانگتا ہے مگر وہ ہنوز ناراض رہتی ہے اور اسپتال سے اپنی ماں کے گھر چلی جاتی ہے۔

اسی اسپتال میں عدیل عاصمہ کو دیکھتا ہے جسے بے ہوشی کی حالت میں لایا گیا ہوتا ہے۔عاصمہ اپنے حالات سے تنگ آکر خودکشی کی کوشش کرتی ہے تاہم بچ جاتی ہے۔نو سال بعد عاصمہ کا بھائی ہاشم پریشان ہوکر پاکستان آجاتا ہے۔عاصمہ کے سارے معاملات دیکھتے ہوئے ہاشم کو پتا چلتا ہے کہ زبیر نے ہر جگہ فراڈ کرکے اس کے سارے راستے بند کردیے ہیں اور اب مفرور ہے۔بہت کوششوں کے بعد ہاشم‘ عاصمہ کو ایک مکان دلاپاتا ہے۔

بشریٰ اپنی واپسی الگ گھر سے مشروط کردیتی ہے۔دوسری صورت میں وہ علیحدگی کے لیے تیار ہے۔عدیل سخت پریشان ہے۔عدیل مکان کا اوپر والا پورشن بشریٰ کے لیے سیٹ کروادیتا ہے اور کچھ دنوں بعد بشریٰ کو مجبور کرتا ہے کہ وہ فوزیہ کے لیے عمران کا رشتہ لائے۔ نسیم بیگم اور عمران کسی طور نہیں مانتے۔عدیل اپنی بات نہ مانے جانے پر بشریٰ سے جھگڑتا ہے۔بشریٰ بھی ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتی ہے۔عدیل طیش میں بشریٰ کو طلاق دے دیتا ہے اور مثال کو چھین لیتا ہے۔مثال بیمار پڑجاتی ہے۔بشریٰ بھی حواس کھودیتی ہے۔ عمران بہن کی حالت دیکھ کر مثال کو عدیل سے چھین کرلے آتا ہے۔عدیل عمران پر اغوا کا پرچا کٹوادیتا ہے۔

عاصمہ اسکول میں ملازمت کرلیتی ہے مگر گھریلو مسائل کی وجہ سے آئے دن چھٹیاں کرنے کی وجہ سے ملازمت چلی جاتی ہے۔اچانک ہی فوزیہ کا کہیں رشتہ طے ہوجاتا ہے۔

انسپکٹر طارق دونوں فریقین کو سمجھا بجھا کر مصالحت پر آمادہ کرتے ہیں۔ذکیہ بیگم کی خواہش ہے کہ عدیل‘ مثال کو لے جائے‘ تاکہ وہ بشریٰ کی کہیں اور شادی کرسکیں۔دوسری طرف نسیم بیگم بھی ایسا ہی سوچے بیٹھی ہیں۔فوزیہ کی شادی کے بعد نسیم بیگم کو اپنی جلد بازی پر پچھتاوا ہونے لگتا ہے۔

انسپکٹر طارق‘ ذکیہ بیگم سے بشریٰ کا رشتہ مانگتے ہیں۔ذکیہ بیگم خوش ہوجاتی ہیں‘ مگر بشریٰ کو یہ بات پسند نہیں آتی۔ایک پراسرار سی عورت عاصمہ کے گھر بطور کرائے دار رہنے لگتی ہے۔وہ اپنی حرکتوں اور انداز سے جادو ٹونے والی عورت لگتی ہے۔عاصمہ بہت مشکل سے اسے نکال پاتی ہے۔

بشریٰ کا سابقہ منگیتر احسن کمال ایک طویل عرصے بعد امریکا سے لوٹ آتا ہے۔وہ گرین کارڈ کے لالچ میں بشریٰ سے منگنی توڑ کر نازیہ بھٹی سے شادی کرلیتا ہے‘ پھر شادی کے ناکام ہوجانے پر ایک بیٹے سیفی کے ساتھ دوبارہ اپنی چچی ذکیہ بیگم کے پاس آجاتا ہے اور دوبارہ بشریٰ سے شادی کا خواہش مند ہوتا ہے۔بشریٰ تذبذب کا شکار ہوجاتی ہے۔

بشریٰ اور احسن کمال کی شادی کے بعد عدیل مستقل طور پر مثال کو اپنے ساتھ رکھنے کا دعوا کرتا ہے مگر بشریٰ قطعی نہیں مانتی‘ پھر احسن کمال کے مشورے پر دونوں بمشکل راضی ہوجاتے ہیں کہ مہینے کے ابتدائی پندرہ دنوں میں مثال‘ بشریٰ کے پاس رہے گی اور بقیہ پندرہ دن عدیل کے پاس۔گھر کے حالات اور نسیم بیگم کے اصرار پر بالآخر عدیل عفت سے شادی کرلیتا ہے۔والدین کی شادی کے بعد مثال دونوں گھروں کے درمیان گھن چکر بن جاتی ہے۔بشریٰ کے گھر میں سیفی اور احسن اس کے ساتھ کچھ اچھا برتاؤ نہیں کرتے اور عدیل کے گھر میں اس کی دوسری بیوی عفت۔مثال کے لیے مزید زمین تنگ بشریٰ اور عدیل کے نئے بچوں کی پیدائش کے بعد پڑجاتی ہے۔مثال اپنا اعتماد کھو بیٹھتی ہے۔احسن کمال اپنی فیملی کو لے کر ملائشیا چلا جاتا ہے اور مثال کو تاریخ سے پہلے عدیل کے گھر بھجوادیتا ہے۔دوسری طرف عدیل اپنی بیوی بچوں کے مجبور کرنے پر مثال کے آنے سے قبل اسلام آباد چلا جاتا ہے۔مثال مشکل میں گھر جاتی ہے۔پریشانی کی حالت میں اسے ایک نشئی تنگ کرنے لگتا ہے تو عاصمہ آکر اسے بچاتی ہے۔پھر اپنے گھر لے جاتی ہے۔جہاں سے مثال اپنے ماموں کو فون کرکے بلواتی ہے اور اس کے گھر چلی جاتی ہے۔

عاصمہ کے حالات بہتر ہوجاتے ہیں۔وہ نسبتاً ”پوش ایریا“ میں گھر لے لیتی ہے۔اس کا کوچنگ سینٹر خوب ترقی کرجاتا ہے۔اسے مثال بہت اچھی لگتی ہے۔مثال‘ واثق کی نظروں میں آچکی ہے تاہم دونوں ایک دوسرے سے واقف نہیں ہیں۔

عاصمہ کا بھائی ہاشم ایک طویل عرصے بعد پاکستان لوٹ آتا ہے اور آتے ہی عاصمہ کی بیٹیوں اریشہ اور اریبہ کو اپنے بیٹوں وقار‘ وقاص کے لیے مانگ لیتا ہے۔عاصمہ اور واثق بہت خوش ہوتے ہیں۔

مثال کو نیند میں محسوس ہوتا ہے کہ کوئی اسے گھسیٹ رہا ہے۔

—۲۱—
اکیسویں قسط

”میں جھوٹ نہیں کہہ رہی۔وہ واقعی پورے گھر میں کہیں نہیں ہے۔وہ چلی گئی ہے کہیں۔۔۔اور عدیل! آپ کو شاید بہت برا لگے لیکن مجھے کئی دنوں سے مثال پر شک تھا۔“ عفت مخصوص نرم تسلی دینے والے لہجے میں بول رہی تھی جس میں کوئی بہت بھیانک خبر پوشیدہ تھی۔

”کیا کیا کہنا چاہتی ہو تم! کیا شک تھا تمہیں؟“ عدیل باہر کی طرف جاتے ہوئے بے اختیار ٹھٹک کر رک سا گیا تھا۔

”اور پلیز کوئی بھی الٹی سیدھی بے بنیاد بات نہیں کرنا۔میرا دماغ آل ریڈی بہت ڈسٹرب ہے۔“ وہ آخر میں کچھ اکتائے ہوئے لہجے میں اسے وارن کرتے ہوئے بولا تھا۔

”میں جانتی ہوں آپ کی ڈسٹربنس کو۔بشریٰ۔۔۔مثال کی ماں جو اپنی بیٹی سے کبھی بھی جدا نہیں ہونا چاہتی تھی‘ کس طرح کس وجہ سے اسے ہمیشہ کے لیے یہاں چھوڑ کر چلی گئی۔کوئی تو وجہ ہوگی ناں۔ آپ نے یہ بات نہیں محسوس کی۔۔۔اتنے سال تو اسے یہ بات ایک دن کے لیے بھی گوارہ نہیں تھی کہ مثال یہاں رہتی۔“ وہ جتا جتا کر کوئی بھی واضح بات کیے بغیر بہت کچھ واضح کرتی چلی جارہی تھی۔

عدیل نے اسے سخت ناراض نظروں سے دیکھا۔

”مجھے ان فضول پہیلیوں میں مت الجھاؤ۔جو بات ہے وہ کرو۔“ عدیل لہجے میں درشتی لیے ہوئے جھنجلا کر بولا۔

”مجھے لگتا ہے وہ کسی میں انوالو ہے اور ابھی بھی وہ جو نکلی ہے۔تو وہ چلی گئی ہے۔“ وہ رک رک کر دھماکے دار لہجے میں بولی۔

”واٹ۔۔۔چلی گئی۔۔۔کہاں چلی گئی ہے وہ۔“ عدیل تو جیسے اچھل ہی پڑا اس کی بات سن کر!

”جس کے ساتھ انوالو ہوگی۔اس کے کمرے میں جاکر دیکھ لیتے ہیں۔اگر اس کا ضروری سامان وہاں نہیں ہوگا تو پھر اسے تلاش کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔“ عفت جیسے کچھ طے کیے بیٹھی تھی کہ اب یہ ہونے والا ہے۔

"عفت! میرا دماغ خراب نہیں کرو۔ میری بیٹی ایسی نہیں ہے۔ سنا تم نے۔" وہ پاگلوں کی طرح زور سے چیخا تھا۔ عفت ڈر کر بے اختیار پیچھے ہو گئی۔

"تو ڈھونڈ لیں اسے جا کر۔ یوں آدھی رات کو غائب ہونے کا مطلب۔۔۔ مجھے جو لگا میں نے کہہ دیا۔" وہ ذرا دیر بعد ڈھٹائی سے بولی۔ عدیل اسے پرے دھکیل کر تیزی سے باہر نکل گیا۔

"ہونہہ! میری بیٹی ایسی نہیں ہے۔ شیشے کی طرح بے داغ شفاف ہے نا یہ مثال بی بی۔ جیسی ماں۔۔۔ ماں نے طلاق کے پانچویں مہینے پرانے عاشق سے شادی رچالی فوراً" تو کیا بیٹی دودھ کی دھلی ہوگی۔" بڑبڑا کر باہر نکل گئی۔

مثال کسی بھی سمت کا تعین کیے بغیر یونہی دوپٹہ سینے پر پھیلائے تیز تیز منتشر قدموں کے ساتھ چلی جارہی تھی۔

وہ اب تنگ گلی سے نکل کر کھلی جگہ پر آگئی تھی۔ خنک ہوا اس کے گھسے ہوئے کپڑوں کو کاٹتی اب اس کے جسم سے ٹکرا رہی تھی۔ اس کے بال ہوا میں اڑ رہے تھے۔

"مجھے اب واپس نہیں جانا۔۔۔ یوں بھی وہ کون سا میرا گھر ہے اور وہاں کسی کو بھی میری ضرورت نہیں۔ میں یہاں سے کہیں چلی بھی جاؤں، مر بھی جاؤں تو بھی کسی کو پریشانی نہیں ہوگی بلکہ سب کو خوشی ہوگی کہ ان کی جان چھٹ گئی مجھ سے۔۔۔ پتا نہیں اللہ نے مجھے پیدا کیوں کیا تھا۔ ایک مثال ' ایک عبرت بنانے کے لیے۔۔۔" اس کی آنکھوں سے بے آواز آنسو بہتے چلے جارہے تھے۔

وہ دائیں بائیں کہیں بھی دیکھے بغیر اب اور بھی تیز رفتاری کے ساتھ چلی جارہی تھی کہ ایک دم سے سامنے سے ادھر آتے ہوئے کسی سے ٹکرا گئی۔

ایک دم سے اسے لگا جیسے وہ کسی محفوظ پناہ میں آگئی ہو۔ خنک سرد ہواؤں سے گرم ڈھارس بھری پناہ گاہ میں! مضبوط گرم بازوؤں کی پناہ نے صرف چند ساعتوں کے لیے اسے گہرے سکون کا احساس دیا تھا۔ کسی کی گرم سانسوں کا ادراک ہوتے ہی وہ ایک جھٹکے سے سیدھی ہوئی۔

وہ زور لگا کر پیچھے ہونا چاہتی تھی مگر کسی مضبوط گرفت میں تھی۔ اس نے یوں لائٹ میں سامنے اتنے قریب کھڑے شخص کو حیران نظروں سے دیکھا اور دوسرے لمحے وہ شاکڈ سی رہ گئی۔

"یہ تو وہی ہے۔" اس کے لب ہولے سے کانپے تھے۔

"واثق عفان!" وہ اس کی نظروں کا مفہوم پڑھتے ہوئے بڑی اپنائیت سے بولا۔

"کتنی بار مجھے اپنا تعارف کرانا پڑے گا آپ سے؟" وہ اب کے مسکرایا تھا۔

مثال نے پوری طاقت سے اسے دھکا دے کر پرے کیا اور وحشت بھری نظروں سے کچھ کہے بغیر اسے دیکھتی وہاں سے بھاگ پڑی۔ واثق اسے یوں دیوانہ وار بھاگتے دیکھ کر حیران سا رہ گیا۔

دوسرے لمحے وہ بھی اس کے پیچھے تیزی سے گیا۔ وہ بھاگتے ہوئے پیچھے مڑ کر دیکھے بغیر چلی جارہی تھی۔

"مجھے لگ رہا ہے یہ اپنے حواس میں نہیں۔ اسے معلوم ہی نہیں یہ اس وقت کہاں ہے۔ مجھے اس کے پیچھے جانا چاہیے۔" وہ اب کے کچھ پریشان سا ہو کر تیز قدموں سے اس کے پیچھے چل پڑا۔

تیز ہوا میں اڑتا گلابی آنچل اس کی رہنمائی کر رہا تھا!

☼ ☼ ☼

وہ کھلے گیٹ سے اندر آرہی تھی۔

عفت اور عدیل اس کے سامنے کھڑے تھے۔ وہ سر جھکائے ان کے سامنے آکر کھڑی ہو گئی۔

"کہاں سے آرہی ہو تم اس وقت؟" عدیل کی آواز میں سرد مہری تو تھی عجیب سا کھردرا پن بھی تھا۔

مثال نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں پکڑ کر ان کی کپکپاہٹ پر قابو پانے کی کوشش کی مگر۔۔۔ اس کی ٹانگیں۔۔۔ ان سے جیسے جان نکلی جارہی تھی۔ یوں جیسے وہ ابھی گر پڑے گی۔

"کیا پوچھ رہا ہوں میں تم سے مثال؟" عدیل کی گرج دار آواز نے اس کی رہی سہی ہمت بھی ختم کردی۔

"کیا وہ چھوڑ کر بھاگ گیا جس کے بھروسے پر تم نے یہ دہلیز عبور کی تھی۔۔۔ بس اتنی سے محبت تھی اسے تم سے۔" عفت نے بہت عجیب سے لہجے میں چٹخارہ لے کر یوں کہا جیسے وہ اس کہانی کے آگے پیچھے ہونے والے ہر واقعے کی چشم دید گواہ ہے۔

مثال حیرت بھری نظروں سے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔

"عفت! تم جاؤ کمرے میں۔۔۔ میں بات کر رہا ہوں مثال سے۔" عدیل نے ہمیشہ کی طرح عفت کو اپنے اس انتہائی ذاتی معاملے سے دور ہٹانے کی کوشش کی۔

"کیوں جاؤں میں اندر یہ اب آپ کا ہی نہیں میرا بھی معاملہ ہے۔ کیونکہ یہ لڑکی اب میرے گھر پر رہ رہی ہے۔ میری بھی اتنی ہی ذمہ داری بنتی ہے جتنی آپ کی۔ اور جیسے یہ آج رات کو نکل گئی کل دن میں کسی بھی ٹائم پھر سے نکل گئی تو شام میں آکر تو آپ مجھ سے ہی سوال کریں گے نا۔ اس وقت بھی تو مجھے ہی ذمہ دار ٹھہرایا جائے گا تو پلیز مجھے بھی معلوم ہو لینے دیجیے کہ اس لڑکی کے ارادے کیا ہیں۔ کیوں یہ سب کچھ کر رہی ہے جبکہ میں نے ہم نے اسے اس گھر میں ہر طرح کا آرام سہولت دے کر اپنی اولاد کی طرح ہی رکھا ہوا ہے' پھر یہ سب کیوں کر رہی ہے کہ اسے اپنے باپ کی عزت کا ذرا بھی پاس نہیں۔" عفت بہت استحقاق بھرے انداز میں کہتی چلی گئی اور عدیل کی

سمجھ میں آگیا کہ وہ عفت کو اب کسی بھی طرح یہاں سے بھیج نہیں سکے گا۔

"ہوتی اگر اس کی جگہ میری پری قسم خدا کی میں اب تک اس کی ٹانگیں توڑ کر ہاتھ میں پکڑا چکی ہوتی۔" وہ منہ پر ہاتھ پھیر کر پرعزم لہجے میں بولی جیسے وہ واقعی پری کی ٹانگیں توڑ ہی تو چکی ہے۔

"تم سے میں کیا پوچھ رہا ہوں۔ تم مجھے جواب دو گی یا میں خود ہاتھ پکڑ کر تمہیں اس دروازے کے باہر کروں جس سے تم ابھی اندر آئی ہو۔" اور عدیل یہ سب کر سکتا تھا۔ مثال کو اس بات کا پتا تھا۔

اس وقت مسئلہ صرف عدیل کی عزت اور غیرت کا نہیں تھا' عفت جس طرح بڑھ بڑھ کر باتیں کر رہی تھی اور جس طرح اس نے "تمہاری اور میری بیٹی" کے بیچ میں لکیر کھینچی تھی' اس نے عدیل کو کچھ اور بھی غضب ناک سا کر دیا تھا۔

"پاپا۔۔۔ میں۔" وہ کانپتے لہجے میں اتنا ہی گھٹی آواز میں بول سکی تھی۔

"کس کے ساتھ گئی تھیں تم؟" وہ گرج کر بولا۔

"یہ بھی ہو سکتا ہے وہ ابھی باہر ہی موجود ہو اور یہ چپکے سے کچھ سامان سمیٹنے کے لیے آئی ہو۔" عفت کہہ کر تیزی سے باہر کی طرف لپکی اور باہر جھانکتے ہوئے دور تک دیکھنے لگی۔ واثق جو دور اندھیرے میں کھڑا تھا کچھ اور بھی پیچھے ہو گیا۔

عفت کچھ دیر کھڑی ادھر ادھر دیکھتی رہی پھر مایوس ہو کر گیٹ بند کر کے اندر آگئی۔

"میرا۔۔۔ دم گھٹ رہا تھا کمرے میں۔۔۔ تو میں۔۔۔ کھلی ہوا میں۔۔۔" وہ بہت رک رک کر ڈرے ہوئے لہجے میں بولی۔

اور عدیل نے شدید غصے میں اسے تھپڑ مارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا تھا مگر جانے کیسے وہ فضا میں ہی رک گیا۔ اس نے ہونٹ زور سے بھینچ لیے تھے۔ مثال آنکھوں میں آنسو' حیرت اور دکھ لیے خود سے بہت محبت کرنے والے باپ کی اس تشنجی کیفیت کو دیکھ رہی تھی۔

"اللہ میری توبہ۔۔۔ بہانہ بھی دیکھو کیسا بودا گھڑا۔۔۔ دم گھٹ رہا تھا۔ تم کیا قبر میں پڑی تھیں' جو تمہارا کمرے میں دم گھٹنے لگا۔ سارے گھر میں سب سے ہوادار کمرہ ہے وہ' اللہ مغفرت کرے اماں جان کا۔ اتنے سال اپنی آخری عمر کے انہوں نے اس کمرے میں گزارے' اس بہشتن نے تو کبھی ایسی شکایت نہ کی۔ اور پوتی کی حالت دیکھیں۔ دو دنوں میں اس کا کمرے میں دم گھٹنے لگا۔ آگے آگے کیا ہونے والا ہے عدیل! آپ یہیں سے اندازہ کرلیں میں تو کہتی ہوں۔۔۔"

عفت کو برداشت کرنا نسیم بیگم سے بھی زیادہ مشکل تھا۔ اتنے سالوں میں آج پہلی بار اتنی شدت سے عدیل کو اندازہ ہوا تھا۔

"پاپا۔۔۔ آئی ایم سوری۔۔۔ سوری پاپا!" اس نے بے اختیار روتے ہوئے باپ کے آگے دونوں ہاتھ جوڑ دیے۔ اس کی بند آنکھوں سے آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہے تھے۔

اور عدیل کو لگا' یہ آنسو نیچے مثال کے پیروں پر نہیں' اس کے دل پر گر رہے ہیں۔ وہ شکست خوردہ سا خاموش اندر چلا گیا۔

"بہت خوب! کیا ڈرامے بازی ہے۔۔۔ ماشاء اللہ' مثال بی بی! تم تو کچھ اور ہی نکلیں۔ جیسے میں نے سوچ رکھا تھا۔" عفت جلے کٹے لہجے میں بولی۔

اس کی توقع کے برعکس عدیل نے کوئی بھی سخت رد عمل ظاہر نہیں کیا تھا اس اتنے بڑے واقعے پر۔ وہ سخت مایوس ہوئی تھی۔

مثال کچھ بھی کہے بغیر اس کے پاس سے گزر کر اندر چلی گئی۔ عفت وہیں کھڑی اسے جاتے دیکھ کر کچھ سوچتی چلی گئی۔

"عدیل جتنا بھی اس لڑکی سے ناراض ہو جائے۔ چیخ چلالے اور یہ کتنی بھی بڑی غلطی کرلے۔ وہ اسے کبھی کچھ نہیں کہے گا۔ یہ لڑکی اس کی کمزوری ہے۔ اور یہ عنقریب اس گھر میں میرے بچوں کی جگہ لے لے گی۔ مجھے اس کو یہاں سے دفعان کرنے کے لیے کچھ نہ کچھ فوری طور پہ کرنا ہو گا ورنہ پھر۔ یہ معاملہ میرے ہاتھوں سے نکل گیا تو سب کچھ اس کے ہاتھوں میں چلا جائے گا۔"

وہ کچھ دیر وہیں کھڑی غور کرتی رہی کہ مثال سے جان چھڑانے کا بہترین طریقہ کون سا ہو سکتا ہے کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہیں ٹوٹے مگر فوری طور پر اسے کوئی موزوں حل نہیں سوجھ سکا مگر اسے یقین تھا وہ کوئی نہ کوئی راستہ ڈھونڈے گی۔

☼ ☼ ☼

پھر کئی دن خاموشی سے سرک گئے۔

عدیل نے مثال سے کوئی بات نہیں کی۔ وہ بالکل خاموش تھا۔ اس کی باتوں کا جواب دیتا مگر خود سے کوئی بات نہیں کرتا تھا۔

مثال اس کے رویے سے افسردہ اور الجھی ہوئی تھی مگر یہ بھی غنیمت تھا کہ آج کل عفت نے بھی جلی کٹی سنانے کا پروگرام ملتوی کر رکھا تھا۔

پری کی کلاسز شروع ہو چکی تھیں۔ اس نے الگ سے وین لگوائی تھی۔ وہ مثال کی وین میں نہیں جاتی تھی۔

"پاپا! میری کلاسز دیر سے ختم ہوں گی۔ آپی کی کلاسز جلدی ختم ہو جاتی ہیں۔ ان کی وین میں یوں بھی لڑکیاں بہت زیادہ ہیں اور سب سینئر کلاسز سے ہیں۔ مجھے اپنی کلاس فیلوز کے ساتھ وین میں جانا ہے جس میں سب جاتی ہیں۔" اس نے بہت معصومیت اور سادگی سے مثال سے دور رہنے کے لیے الگ وین لگوانے کی باپ کو وجہ بتائی تو عدیل نے جواب میں کچھ بھی نہیں کہا۔

وہ صبح مثال سے پہلے کالج چلی جاتی اور دوپہر میں بہت دیر میں واپس آتی تھی۔

آج اتفاق کی بات تھی کہ مثال کی وین والے نے واپسی پر انہیں خود آنے کے لیے کہہ دیا تھا کہ اسے کسی ضروری کام سے شہر سے باہر جانا تھا۔

"سوری آپی! میری تو کلاسز ہیں' پھر اس کے بعد پریکٹیکل بھی ہیں تو بہت لیٹ ہو جاؤں گی۔ تم بس میں یا رکشے میں چلی جانا۔"

مثال کو پری کلاس میں ملی تو اس نے صاف انکار کر دیا۔ مثال خاموشی سے واپس آگئی۔

لوکل بس یا وین سے وہ کبھی اکیلی نہیں گئی تھی اور رکشے میں بھی اکیلی نہیں جاتی تھی' پھر اس کے پاس پیسے بھی بہت کم تھے۔

چھٹی کے بعد وہ پریشان سی باہر نکل کر یونہی پیدل چلنے لگی۔

"میں نے غلطی کی' میں عروسہ سے کہتی' وہ گھر کی طرف سے گزر کر جاتی ہے۔ وہ مجھے ڈراپ کر دیتی راستے میں۔" اسے خیال ستانے لگا۔

"لیکن اب تو وہ جا چکی ہو گی اور پیدل تو گھر نہیں جایا جا سکتا۔ کیا مصیبت ہے' اگر یہ وین والے انکل صبح کھڑی بتا دیتے تو میں آج چھٹی ہی کر لیتی۔" وہ یونہی سڑک کے کنارے فٹ پاتھ پہ الجھتی ہوئی چلی جا رہی تھی جب ایک گاڑی اس کے پاس سے گزری اور پھر ریورس کرتے ہوئے اس کے پاس آکر ہلکا سا ہارن دیتی رک گئی۔

مثال کو متوجہ ہونا پڑا۔

واثق اسے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اپنائیت بھری نظروں سے دیکھتا گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ کر رہا تھا۔

وہ سینے سے لگی فائل پر گرفت مضبوط کرتی اس سے نظریں چرا کر تیزی سے آگے بڑھنے لگی۔ وہ گاڑی سے اتر کر اس کے پاس آگیا۔

"پلیز! اتنا تو بھروسے کے لائق سمجھ سکتی ہیں مجھے۔ ہم بہت دنوں سے مل رہے ہیں۔ مطلب ٹکرا رہے ہیں ٹرسٹ می۔ میں آپ کو آپ کے گھر تک ہی ڈراپ کروں گا۔" وہ اس کے ساتھ چلتے ہوئے ملتجی لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"مجھے نہیں جانا آپ کے ساتھ تو کیوں خوامخواہ میرے ساتھ چل رہے ہیں۔" وہ اس کی طرف براہ راست دیکھے بغیر جھلا کر بولی۔

"میں صرف ساتھ چلنا ہی نہیں چاہتا۔۔۔ بلکہ آپ کا ہاتھ بھی تھام لینا چاہتا ہوں اور مثال! اب اگر تم نہیں رکیں اور میرے ساتھ گاڑی میں نہیں بیٹھیں تو میں تمہارا ہاتھ پکڑ لوں گا اور پھر تمہیں ساتھ لے جاؤں گا۔ کیا کرو گی تم۔"

"اس کی اتنی جرات!" مثال شاکڈ سی آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتی رہ گئی۔

"تو پکڑلوں ہاتھ؟" وہ شرارت سے بولا۔

"شٹ اپ! میں اتنا شور مچاؤں گی۔" وہ غصے میں بولی۔

"نہیں مچاسکوگی۔ اگر مچاؤ گی تو دیکھو! یہاں سڑک پر تو کوئی بھی نہیں ہے۔ میں تمہارے شور مچانے سے پہلے تمہیں اٹھا کر لے جاؤں گا پھر کیا کروگی؟" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا وہ تو جیسے حیرانی سے مرنے والی ہو گئی۔

"تو اب چل پڑو ناں یا واقعی اٹھا کر لے جاؤں۔" کہہ کر اس نے تیزی سے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے کھینچتا ہوا اپنے ساتھ لے گیا۔

"پلیز چھوڑیں۔۔۔ چھوڑیں میرا ہاتھ ورنہ میں۔" اس نے زندگی میں کبھی خود کو اتنا بے بس محسوس نہیں کیا تھا' جتنا اس لمحے کر رہی تھی۔

اس کا نازک ہاتھ واثق کی بہت مضبوط گرفت میں تھا۔

"پلیز چھوڑیں۔" وہ آخر میں رونے لگی۔

واثق نے اسے پسنجر سیٹ پر بٹھاتے ہوئے دروازہ بند کر کے تیزی سے آکر ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔

"پلیز رونا نہیں۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں تمہیں اغوا کرنے کا میرا کوئی ارادہ نہیں۔" وہ اس کی بھیگتی آنکھوں کو دیکھ کر فوراً" ملتجی لہجے میں بولا۔

گاڑی روانہ ہوچکی تھی اور مثال کے آنسو بھی!

"پلیز۔۔۔ دیکھو، تمہیں تو میرا تھینک فل ہونا چاہیے کہ میں نے تمہیں لفٹ آفر کی' ورنہ اس سڑک پر اس وقت کنوینس ملنا آسان نہیں ہے۔" کہہ کر اس نے ٹشو باکس سے ٹشو نکال کر اس کی طرف بڑھایا اور مثال کو بھی فوراً" اپنی حماقت کا احساس ہوا۔

وہ کیوں بھلا ایک اجنبی کے ساتھ بیٹھی اس طرح آنسو بہا رہی ہے۔ کوئی دیکھے تو کیا سمجھے۔ اس نے جلدی سے ٹشو سے آنکھیں اور چہرہ رگڑ ڈالا۔

"شاباش۔۔۔ بات تو سمجھ میں آگئی ہوگی کہ آنسو کسی بھی مسئلے کا حل نہیں ہوتے۔۔۔ ہے نا۔" وہ مسکرا کر نصیحت کرنا نہیں بھولا تھا۔

مثال خاموشی سے ٹشو کو انگلیوں میں مسلتی رہی۔ گاڑی میں کچھ دیر کے لیے خاموشی چھا گئی۔

"آپ اس اکیڈمی میں گئی تھیں۔" اس خاموشی کو بھی واثق نے ہی توڑا تھا۔

"نہیں۔" وہ مختصراً" بولی۔

"کیوں؟" واثق کو جواب میں یہی کہنا تھا۔

مثال نے پورا چہرہ گھما کر اسے یوں دیکھا جیسے وہ اس کے سوال کرنے پر حیران ہوئی ہو۔

"مثال! ہم اتنی بار مل چکے ہیں تو اجنبی بالکل بھی نہیں۔ کم از کم تم تو میرے لیے بالکل بھی نہیں ہو۔" وہ رک کر اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

"بلکہ تم میرے لیے جتنی اپنی ہو۔۔۔ مطلب محسوس ہوتی ہو۔۔۔ میں اب کچھ بھی سوچوں۔۔۔ تم میری سوچ میں کہیں نہ کہیں موجود ہوتی ہو۔" وہ جیسے خود کلامی کر رہا تھا۔ کندھے اچکا کر بولا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔" وہ کچھ بوکھلا سی گئی۔

"میں آپ کے بارے میں ایسا کچھ نہیں سوچتی۔" وہ جلدی سے صفائی دینے والے انداز میں بولی۔ وہ بے

اختیار ہنس پڑا۔

"میں نے کوئی لطیفہ نہیں سنایا۔" وہ چڑ کر بولی۔

"وہ تو میں نے سنایا ہے۔" وہ جیسے محظوظ ہو کر بولا۔

"کیا مطلب؟" وہ اسے خفا نظروں سے دیکھ کر بولی۔

"بھئی جو میری فیلنگز تھیں تمہارے متعلق' وہ میں نے تم سے شیئر کی ہیں لیکن میں نے تمہیں مجبور تو نہیں کیا کہ تم بھی ایسا ہی محسوس کرو میرے بارے میں' لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ میں ایسا چاہتا ہوں۔" وہ ذرا رک کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے گہری آواز میں بولا۔

"کیا؟" بے اختیار مثال کے منہ سے نکلا۔

"کہ تم میرے بارے میں بھی ایسا سوچو جیسے میں تمہارے بارے میں سوچتا ہوں۔۔۔ میری خواہش ہے یہ اور دعا بھی۔"

"پلیز آپ یہیں ڈراپ کردیں۔ میں آگے خود چلی جاؤں گی۔" وہ ناراض لہجے میں کہنے لگی۔

"خیر ڈراپ تو اب میں آپ کو کسی صورت نہیں کرسکتا۔" وہ معنی خیزی سے بولا۔

"کیا۔۔۔ کیا کہہ رہے ہیں یہ آپ؟" وہ ایک دم پریشان سی ہو کر اسے دیکھنے لگی تو واثق بے ساختہ ہنس پڑا۔

"آپ کی کوئی دوست ہے؟" وہ اسے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔ مثال کی گردن بے اختیار نفی میں ہل گئی۔

"چچ چچ۔۔۔ کیسا اکیلا وہ شخص ہوگا اس دنیا میں' جس کا کوئی ایک بھی دوست نہیں ہے۔" وہ مصنوعی تاسف بھرے لہجے میں بولا۔

"آپ مجھے یہیں ڈراپ کردیں پلیز۔"

"مثال! ایک بات پوچھوں۔" وہ سنجیدگی سے اس کی فرمائش ان سنی کرتے ہوئے بولا۔ وہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔

"اس رات تم اکیلی۔۔۔ بالکل اکیلی عجیب ذہنی کیفیت میں راستوں میں بھٹک رہی تھیں۔۔۔ ایسا ہی تھا نا؟" وہ اسے دیکھ کر بولا۔ مثال نظریں چرا گئی۔

"مجھے اس لمحے پتا ہے کیا ڈر لگا۔" وہ جیسے سرگوشی میں بولا۔

"مجھے لگا میں کہیں تمہیں کھو نہ دوں۔" وہ گہری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

"اور جب میں نے یہ محسوس کیا تو مجھے لگا اگر ایسا ہو گیا تو شاید میں خود کو بھی کھو دوں گا۔۔۔ گم کردوں گا خود کو بھی۔" وہ عجیب کھوئے کھوئے لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"مجھے اقرار کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں ہو رہی۔ میں واقعتاً" تمہارے بارے میں بہت سنجیدہ ہوں۔" وہ گمبھیر لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"اگر بابا نے مجھے اس اجنبی کے ساتھ جو اس وقت مجھ سے ایسی باتیں کر رہا ہے۔ جو میرے دل کے تار ہلائے جا رہا ہے' دیکھ لیا تو وہ میرے بارے میں کیا سوچیں گے۔ کم از کم انہیں عفت ماما کی سب باتیں جو وہ میرے بارے میں اس رات کہہ رہی تھیں' بالکل سچ لگنے لگیں گی اور میں اعتبار کھو بیٹھوں گی۔"

وہ بابا کا اعتبار کھووے گی' اس خیال سے اس کا دل بند ہونے لگا۔

"پلیز گاڑی روکیں یہیں۔" اس نے ایک دم سے اس کے اسٹیرنگ پر رکھے ہاتھ پر زور سے اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

"روکیں۔" وہ زور سے چیخی تھی۔

واثق نے ایک دم گھبرا کر گاڑی روک دی اور اس سے پہلے وہ اس سے وجہ پوچھتا' وہ تیزی سے اپنی طرف کا

دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔

"مثال پلیز میری بات تو سنو۔" وہ اسے پکارتا رہ گیا۔ وہ دوپٹا ٹھیک کرتی تیزی سے سڑک کے دوسری طرف چلی گئی۔

"پتا نہیں میں اس الجھی ڈور جیسی لڑکی کو کبھی سمجھ بھی پاؤں گا یا نہیں۔ جو قریب آتی ہے اور ایک دم سے دور بہت دور چلی جاتی ہے کہ مجھے لگتا ہے یہ پھر مجھے کبھی نہیں ملے گی۔"

وہ افسردہ سا اس خالی راستے کو دیکھتے ہوئے سوچتا چلا گیا' جہاں کچھ دیر پہلے مثال مڑ گئی تھی۔ اس نے گہرا سانس لیتے ہوئے گاڑی اسٹارٹ کرنے کے بعد گیئر کی طرف ہاتھ بڑھایا اور ٹھٹک گیا۔

مثال کا موبائل فون سیٹ کے پاس نیچے گرا ہوا تھا تو وہ بے اختیار مسکرا اٹھا۔

"تو ملنے کا بہانہ تو وہ چھوڑ گئی۔ اب تو وہ مجھ سے ضرور ملے گی۔" وہ سیل فون ہاتھ میں لے کر دیکھتے ہوئے سوچنے لگا۔

"اور اب مجھے امی سے بات کرنا ہو گی مثال کے بارے میں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ خدانخواستہ مجھ سے بچھڑ جائے' کھو جائے میرا وہم حقیقت نہ بن جائے۔" وہ سر جھٹک کر گاڑی ڈرائیو کرنے لگا۔

☼ ☼ ☼

مثال اپنا بیگ پورا الٹ کر سب چیزیں دیکھتے ہوئے موبائل فون ڈھونڈ رہی تھی۔

کتابیں الٹ پلٹ کر دیکھ لیں۔ بیگ سارا چھان لیا۔

"کہاں گیا میرا موبائل۔" وہ پریشان ہو کر سوچنے لگی۔

"کہیں وہ اس وائق کی گاڑی میں تو نہیں گر گیا کیونکہ روڈ پر چلتے ہوئے تو وہ میرے ہاتھ میں ہی تھا۔ گاڑی میں بیٹھی تو بھی میرے پاس تھا۔ ہاں۔ یقیناً" وہیں اس کی گاڑی میں رہ گیا ہو گا۔" وہ سر پکڑ کر سوچتی چلی گئی۔

"اب اس سے واپس کیسے لوں گی۔ مجھے اس کا گھر ٹھکانا کچھ بھی تو معلوم نہیں۔" وہ مضطرب سی چیزیں واپس بیگ میں رکھتے ہوئے سوچنے لگی۔

"لائبریری تو وہ جاتا ہو گا۔ مگر ریگولر نہیں۔ کل شام کو وہ وہاں نہیں تھا۔" وہ موبائل لینے کے طریقے سوچنے لگی۔

"تم آج واپسی میں کس لڑکے کی گاڑی میں بیٹھ کر گھر آئی ہو مثال؟" اگر اس کے قریب آ کر کوئی بم پھوڑتا تو مثال کو اتنی حیرت نہ ہوتی جتنی اسے عفت کی اس اچانک بات سے ہوئی۔ وہ اس کے سر پر کھڑی بہت جارحانہ انداز میں پوچھ رہی تھی اس کے پیچھے پری کھڑی تھی۔

"اب یہ مت کہنا کہ میں گپ مار رہی ہوں یا یہ میرا وہم ہے۔ ایسا کچھ بھی نہیں تھا۔" وہ مثال کی گمبھیر چپ پر بڑے طنزیہ لہجے میں بولی مثال کچھ بول ہی نہیں سکی۔

"مما! میری دوست فریال نے خود دیکھا مثال آپی کو کسی لڑکے کی گاڑی میں جاتے ہوئے۔ اس نے مجھے فون کر کے فوراً" بتایا ہے۔" مثال کو پری کی بات پر معاملہ سمجھ میں آگیا۔

"جی اس میں جھوٹ تو واقعی کچھ نہیں ہے۔ وہ میری کلاس فیلو ایمان کا بھائی تھا۔ اس نے مجھے باہر مین روڈ پر ڈراپ کیا تھا کیونکہ وین والے انکل نے واپسی پر نہیں آنا تھا اور میں نے پری سے کہا تھا کہ وہ مجھے واپسی پر اپنی وین میں ساتھ لے جائے لیکن اس نے انکار کر دیا۔ پوچھ لیں آپ اس سے۔" وہ پہلے کی طرح کمپوزڈ لہجے میں بولی'

جس سے عفت کو چڑ تھی۔

بہت پہلے جب مثال عفت کے سرد چہرے اور غصیلی آنکھوں سے سخت خوف زدہ ہو کر کانپتی آواز میں اس کی کسی کسی بات کا جواب دیا کرتی اور کسی پر بالکل گھبرا کر خاموش رہتی تو عفت کو بڑی کمینی سی خوشی ملتی تھی۔ مگر اب کچھ مہینوں سے وہ بہت بے نیاز لاتعلق سے لہجے میں عفت سے بات کرنے لگی تھی۔ جس سے صاف لگتا تھا کہ اسے عفت کی باتوں کی اس کی دہشت کی ذرا بھی پروا نہیں۔

"ہاں تو میں کیوں لے کر آتی ساتھ۔ ہماری کلاسز تھیں۔ پھر ہماری وین میں ایک بھی سیٹ خالی نہیں ہوتی۔" پری فوراً" جتانے والے انداز میں بولی۔

"لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ تم کسی بھی ایرے غیرے کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر لفٹ لے لو۔" عفت رعب بھرے انداز میں بولی۔

"کیا تم نے اپنے باپ سے اس بات کی اجازت لے رکھی ہے۔" وہ دھونس جمانے والے لہجے میں بولی۔

"کیا آج گھر میں کھانے کے لیے کچھ نہیں ملے گا۔ جب بھی آؤ یہاں کوئی نہ کوئی ایشو چل رہا ہوتا ہے۔ سب کھڑے کسی نہ کسی بحث میں الجھ رہے ہوتے ہیں۔ کیا میں ہوٹل سے کھا کر آیا کروں۔" دانی بہت اونچی آواز میں کمرے کے باہر کھڑے ہو کر چیخا تھا۔

"ارے نہیں' نہیں۔ کچھ بھی نہیں میں تو ابھی کچن میں ہی تھی تم دیر سے آئے ہو۔ چلو میں نکالتی ہوں تمہارے لیے کھانا میں نے تمہارے انتظار میں کھایا بھی نہیں تھا ابھی تک۔" عفت بے اختیار لجاجت بھرے انداز میں کہتے ہوئے مثال کو بھول کر دانی کے ساتھ باہر نکل گئی۔ وہ اس کے ساتھ جاتے ہوئے بھی مسلسل خوشامدی لہجے میں بول رہی تھی۔

"اور اگر میں مما کو بتا دیتی کہ تمہاری دوست ایمان کا کوئی بھائی نہیں ہے نہ اس کے پاس گاڑی تو!" پری اس کی الماری کھول کر دیکھتے ہوئے بولی۔

"ضرور بتاؤ۔ بلکہ ابھی بھی دیر نہیں ہوئی۔ تم کچن میں جا کر بتا سکتی ہو۔ تمہیں کسی نے یہ نہیں بتایا کہ بغیر اجازت کسی کی یوں تلاشی لینا کیا کہلاتا ہے۔" اس نے الماری آگے بڑھ کر بند کرتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا تو پری لحہ بھر کو اس کے اس انداز پر حیران سی رہ گئی۔

"صرف ایک ملاقات کا اتنا اثر۔۔۔ اتنا اعتماد!" وہ طنز کرتے ہوئے بولی مثال کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

"تمہیں اگر کچھ اور بات نہیں کرنی تو تم چلی جاؤ یہاں سے۔" وہ منہ پھیر کر بے رخی سے بولی۔

"اگر میں نہیں جاؤں تو؟" وہ بھی ضدی لہجے میں بولی۔ مثال نے ایک طرف پڑے اپنے کپڑے تہ کرنے شروع کر دیے۔ انداز ایسا تھا جیسے کہہ رہی ہو' بھلے رات تک بیٹھی رہو۔ پری کچھ لمحے کھڑی رہی پھر تلملاتی وہاں سے چلی گئی۔

اور اگر انہوں نے یہ بات پاپا کو بتا دی اور انہوں نے بھی مجھ سے پوچھ لیا۔ تو میں ان کے سامنے خود کو بے نیاز نہیں ظاہر کر سکوں گی کبھی بھی۔۔۔ پتا نہیں پاپا کے سامنے مجھے کیا ہو جاتا ہے۔ میرے سارے حوصلے ڈھے جاتے ہیں۔ میں وہی سات آٹھ سال کی مثال بن جاتی ہوں' جسے صرف اور صرف ان کی محبت اور بے تحاشا پیار کی عادت تھی۔ وہ ان کے اس اجنبی روپ کو دیکھتے ہی خود پر یہ ضبط کھو دیتی ہے۔

پاپا اگر پہلے کی طرح نہ سہی نارمل لہجے میں جس میں میرے لیے اعتماد ہو' بات کر لیا کریں تو مجھے لگے گا میں زندگی میں کامیاب ہو گئی ہوں۔ اگر میں پاپا کا اعتماد جیت لوں۔۔۔ لیکن عفت مما اور پری کی موجودگی میں یہ آسان

نہیں اور مما نے اتنے دنوں سے مجھے فون بھی نہیں کیا' پوچھا بھی نہیں میرے بارے میں۔ اور میرا فون اس کے پاس ہے۔ اگر مما کی کال آ گئی تو۔" وہ ایک دم بے چین ہو کر کھڑی ہو گئی۔
"مجھے مما سے پوچھ کر لائبریری جانا چاہیے۔ اللہ کرے وہ وہاں آ جائے۔" وہ بے چین سی باہر نکل گئی۔

☼ ☼ ☼

"عدیل!" عفت کچھ شاکڈ سی عدیل کو دیکھنے لگی۔
"اس میں اتنا حیرت زدہ ہونے کی کیا بات ہے؟" عدیل سرسری نظر اس کے چہرے پر ڈال کر بولا۔
"بھی.... میرا مطلب ہے' وہ ابھی پڑھ رہی ہے۔" وہ ذرا سنبھل کر بولی۔
"اس کے ایگزام تک بات چیت اور دوسرے معاملات طے ہو جائیں گے۔ ایگزام کے فوراً بعد شادی۔" وہ جیسے سب کچھ طے کر چکا تھا۔ مطمئن لہجے میں بولا۔
عفت کچھ بول ہی نہ سکی۔
"میں بہت ڈر گیا تھا عفت! اس رات جب مثال بغیر بتائے گھر سے چلی گئی تھی میں نے اسی وقت فیصلہ کر لیا تھا۔ میں جلد سے جلد مثال کی شادی کر دوں گا۔" وہ سوچ سوچ کر بولا تو عفت کو وجہ سمجھ میں آ گئی۔
"اور پھر وقار میرا بہت اچھا پرانا دوست ہے۔ بہت سال وہ لوگ امریکہ میں سیٹل رہے۔ اس کا بیٹا کوالیفائیڈ انجینئر ہے۔ بہت اچھی فیملی ہے۔ اکلوتا بیٹا اور اتنا قابل۔ فائزہ بھابھی بھی بہت محبت کرنے والی رکھ رکھاؤ والی خاتون ہیں۔ فہد کے پاس تو وہاں کی نیشنلٹی بھی ہے۔ ہماری مثال ان شاء اللہ بہت خوش رہے گی۔ میں ایسا ہی رشتہ تو اس کے لیے چاہتا تھا۔" عدیل بہت خوش' بہت مطمئن تھا۔
اور عفت کو لگا آگ کا کوئی جھلسا دینے والا شعلہ تھا جس نے یک لخت سرتاپا اسے جھلسا کر رکھ دیا ہو۔
"ایسی اچھی قسمت اس مثال کی ہو کیا میں یہ چاہوں گی۔ ارے واہ! پہلے ماں باپ کی آنکھ کا تارہ بنی رہی اور اب جا کر شوہر اور سسرال والوں کی لاڈلی.... کبھی نہیں۔"
وہ مٹھیاں بھینچے سوچ رہی تھی۔
"کل شام میں آئیں گے وہ لوگ.... جسٹ فارمیلٹی ہو گی۔ سب کچھ تو سمجھو ڈن ہے۔ کل ہی وہ لوگ شگن ڈال دیں گے اور فہد کے اگلے مہینے پاکستان آنے پر منگنی وغیرہ یا نکاح ہو جائے گا اور چار ماہ بعد شادی.... تم سن رہی ہو ناں۔"
اتنی دیر تک عفت کبھی چپ نہیں رہی تھی۔ عدیل اس کی لمبی چپ پر بولا۔
"ہوں.... جی سن رہی ہوں۔" وہ بہت مشکل سے بول سکی تھی۔
"اور سب سے اچھی بات کہ وہ لوگ ڈیمانڈنگ بھی نہیں ہیں۔ انہیں جہیز وغیرہ کچھ نہیں چاہیے بلکہ سخت خلاف ہیں وہ جہیز کے لیکن خیر! بھئی ہم اپنی مثال کو خالی ہاتھ تو رخصت نہیں کریں گے۔ بہت کچھ سوچ لیا ہے میں نے تو۔" وہ تو اپنی ہی دھن میں کہے جا رہا تھا۔ بہت عرصے بعد عفت نے عدیل کو اتنا خوش اتنا مسرور دیکھا تھا۔
"ہماری مثال کوئی معمولی لڑکی نہیں ہے اور مجھے یقین تھا۔ میرے اللہ نے اس کی قسمت بھی بہت خاص بنائی ہو گی۔ عفت! مجھے لگ رہا ہے جیسے آج میں ہلکا پھلکا ہو گیا ہوں۔ میرے دماغ پر دل پر جو اتنے دنوں سے بوجھ تھا' سب اتر گیا۔" وہ عفت کی طرف دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔
"سچ پوچھو بشریٰ! مجھ پر جو یہ ذمہ داری ڈال گئی تھی۔ شروع میں تو میں بہت گھبرا گیا تھا۔ ظاہر ہے بیٹی کا معاملہ اور اس کو بیاہنا' پھر آج کل جو سچویشن اچھے رشتوں کے معاملے میں چل رہی ہے.... تھینک گاڈ!"

عفت تو جیسے پتھر کا بت بنی بیٹھی تھی۔
"میں نے وقار اور فائزہ بھابھی کو شام پانچ بجے کا ٹائم دیا ہے لیکن کچھ تیاری تو پہلے آ کر کرنا ہو گی۔ کیا خیال ہے تمہارا۔" وہ اس کی ہم نوائی کو بولا۔
"جی.... بالکل۔" وہ کسی معمول کی طرح سر ہلا کر مزید کچھ کہے خاموشی سے باہر نکل گئی۔ عدیل ریموٹ اٹھا کر ٹی وی دیکھنے لگا۔
"کیا کروں میں۔ وہ واثق تو لائبریری بھی نہیں آیا۔ میرا فون۔" وہ سخت پریشان سی پچھلے صحن میں ٹہل رہی تھی۔
ہاتھ میں کتاب تھی مگر پڑھنے کی طرف بالکل دھیان نہیں تھا۔

☼ ☼ ☼

"اس کی قسمت بھی اس کی ماں جیسی شان دار ہو گی۔ پہلے ایک شان دار مرد ملا۔ جو ابھی تک اس کے ہجر و فراق میں راتوں کو اٹھ اٹھ کر آہیں بھرتا ہے اور پھر دوسرا امیر کبیر مرد جو اسے ہر عیش اور آرام دیتے ہوئے ملکوں ملکوں گھوم رہا ہے اور اب ایسی ہی قسمت اس کی بیٹی کی....
کہتے ہیں ناکہ بیٹی کی قسمت بھی ماں جیسی ہوتی ہے۔ اس کی قسمت اپنی ماں جیسی اور میری پری کی.... ایک برتا ہوا مرد.... جس کے استعمال شدہ دل میں میرے لیے نہ کوئی جذبہ تھا نہ احساس۔
صرف گھر کو اس کی بچی کو سنبھالنے والی ایک دوسری عورت کی ضرورت!
اسی ضرورت سے ہم دونوں آج تک بندھے ہوئے ہیں۔
محبت تو ہمارے درمیان کبھی رہی نہیں۔ کبھی عدیل نے اس محبت سے میرا ہاتھ نہیں تھاما' جس محبت سے وہ ابھی بھی بشریٰ کو سوچتا ہے۔ اس کے دل میں ابھی بھی وہی ہے۔ میں تو صرف گھر میں ہوں گھر کے دوسرے سامان کی طرح!
اور جس طرح وہ مثال کے لیے پریشان تھا' اس نے ایک بار بھی پری کا ذکر نہیں کیا۔ بھلے دونوں کی عمروں میں سات آٹھ سال کا فرق ہے مگر دیکھنے والے تو یہی کہتے ہیں پری بڑی ہے مثال سے.... اور باپ کو جب اتنا شان دار رشتہ مل رہا تھا تو کیا اسے ایک لمحے کے لیے بھی پری کا خیال نہیں آیا۔
غلطی میری ہے۔ مجھے عدیل کو احساس دلانا چاہیے تھا کہ اگر رشتہ ایسا اچھا ہے تو پہلا حق پری کا ہو گا....
وہ صحن میں ٹہل ٹہل کر کتاب پڑھتی مثال کو دیکھتے ہوئے سوچے جا رہی تھی۔
اس مثال کو تو ادھر بھی دس مل جائیں گے لیکن یہ اتنا شان دار پرپوزل صرف میری پری کے لیے ہونا چاہیے۔ میں اب سب کچھ قسمت پر چھوڑ کر نہیں بیٹھ سکتی کہ پری کی شکل اچھی ہے تو قسمت بھی اچھی ہو گی۔ مجھے اپنی بیٹی کی قسمت خود بنانی ہو گی دیکھتی ہوں مثال کیسے میری بیٹی کا حق چھینتی ہے۔" وہ زہریلی نظروں سے مثال کو دیکھ رہی تھی۔

☼ ☼ ☼

وہ سیل فون ہاتھ میں لیے اس میں موجود کال لاگ دیکھ رہا تھا۔
"اوہ اس میں گھر کا لینڈ لائن نمبر بھی موجود ہے۔" وہ چونکتے ہوئے سوچنے لگا۔
"لیکن اگر فون کسی اور نے اٹھایا تو.... مثال کا نام لے کر میں اسے بلا بھی نہیں سکتا۔" وہ متذبذب سا سوچنے

لگا۔
"نہیں مجھے بے صبرا پن نہیں دکھانا چاہیے۔ کل اس کے کالج کے باہر جاکر اسے فون لوٹا دینا چاہیے۔" اس نے اپنے سیل پر نمبر ڈائل کرتے ہوئے رک کر سوچا۔
"ایک بار کوشش کرنے میں کیا حرج ہے۔ ہوسکتا ہے فون مثال اٹھائے۔" بے قرار دل کو قرار نہیں آرہا تھا، اس نے نمبر ڈائل کرلیا۔
مثال فون کے پاس سے گزرتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف جارہی تھی فون کی بیل پر چونک کر رک گئی۔
سب اپنے کمروں میں سونے کے لیے جاچکے تھے۔
سب ڈسٹرب نہ ہوں فون کی آواز سے اس نے یہ سوچ کر ریسیور اٹھالیا۔
دوسری طرف خاموشی تھی۔
"ہیلو!" مثال کو جھلا کر بولنا پڑا۔
"ہیلو۔ بھئی بات کریں فون کس لیے کیا تھا۔" وہ کہہ کر فون بند کرنے لگی تھی کہ بے اختیار رک گئی۔
"میں کل کالج کے گیٹ کے باہر آپ کا فون دینے کے لیے آرہا ہوں۔ میرا انتظار کیجئے گا۔" واثق مثال کی آواز پہچان کر آہستگی سے بولا۔
"اور وہ جو ساری شام میں نے لائبریری میں آپ کا انتظار کیا۔ وہ کیا۔ مجھے پاگل سمجھ رکھا ہے آپ نے۔" وہ ایک دم سے غرا کر بولی۔
"کیا۔۔۔ او میرے خدایا! یہ کیا غضب ہوگیا۔ لائبریری میں میرا انتظار ہوتا رہا اور میں بدنصیب فیکٹری کے بیکار حساب کتاب میں الجھا ہوا تھا۔۔۔ میری بدقسمتی اور کیا کہوں میں اس کو۔" وہ ٹھنڈی آہیں بھرتا ہوا بولا۔
"پلیز مجھے فون چاہیے میرا۔" وہ تیز لہجے میں بولی۔
"تو ابھی آجاؤں۔ یہ پاس میں تو میرا گھر ہے۔ پانچ منٹ کی پیدل واک پر۔ آپ بھی باہر آجائیں۔ تھوڑی واک کرلیں گے اور گپ شپ بھی۔" وہ بے تکلفی سے فوراً بول اٹھا۔
"شٹ اپ! کل شام کو پانچ بجے لائبریری میں۔" خدا حافظ کہہ کر تیزی سے اندر چلی گئی۔
اس کے دل کی دھڑکنیں عجیب بے ہنگم انداز میں منتشر ہورہی تھیں۔
"یہ کیا ہورہا ہے مجھے اور میں کیوں دعائیں کررہی تھی کہ کسی طرح اس سے بات ہوجائے۔ اس کی آواز سن لوں اور اس کی آواز سن کر میرے دل کی جو حالت تھی۔ نہیں نہیں مجھے ایسی باتیں نہیں سوچنی چاہیے۔" وہ بے قراری کمرے میں ٹہلنے لگی۔
میں جتنا اس سے دور بھاگنا چاہتی ہوں۔ حالات مجھے اس کے پاس لے آتے ہیں۔ جیسے وہ کہتا ہے کہ قسمت ہمیں یونہی راستوں میں نہیں ٹکراتی۔۔۔ کوئی مقصد ہے قدرت کا۔
اُف! میں یہ فضول باتیں کیوں سوچے جارہی ہوں۔ مجھے اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں سوچنا۔ صرف کل آخری بار اس سے مل کر اپنا موبائل فون لے کر آنا ہے۔ پھر میں اس سے کبھی نہیں ملوں گی۔" وہ دل میں ارادہ باندھنے لگی۔
"کبھی نہیں؟" اس کے دل نے بہت معصومیت سے فریادی انداز میں سوال کیا تھا۔ وہ بے اختیار مسکرا کر نہ چاہتے ہوئے بھی اسے سوچنے لگی۔

☼ ☼ ☼

"کیا واقعی... واثق! تم سچ کہہ رہے ہو۔" عاصمہ نے بے یقینی کے ساتھ واثق کی طرف دیکھتے ہوئے سرشار سے لہجے میں کہا۔

وہ مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلانے لگا۔

عاصمہ آنکھوں میں چمک لیے اسے دیکھے جارہی تھی۔

"اُفوہ مما! ایسے کیا دیکھے جارہی ہیں۔ میں نے تو بس یونہی ایک بات کی ہے آپ سے۔" وہ اس کے یوں دیکھنے پر بے اختیار جھینپ گیا تھا۔ عاصمہ بے ساختہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کا ماتھا چومنے لگی۔ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں لے کر محبت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے مسکراتی رہی۔

"تمہیں نہیں پتا اس ایک دن کا ارمان اس کی خواہش ایک بیٹے کی ماں کے دل میں ٹھیک اسی دن سے جگہ بنا لیتی ہے، جب وہ بیٹے کی ماں بنتی ہے اور تم نے تو جیسے مجھے نہال ہی کر دیا یہ بات کر کے کہ تم کسی کو پسند کرتے ہو اور واثق میری جان! یقین کرو میرے دل کو ایسا اندھا اعتماد ایسا بھروسہ ہے تم پہ، تمہاری پسند پر، تمہارے انتخاب پر، میں جانتی ہوں تم کبھی غلط ہو ہی نہیں سکتے۔ وہ لڑکی دنیا کی بہترین لڑکی ہوگی جسے میرے بیٹے نے پسند کیا ہے۔ بہت بہت زیادہ خوش ہوں میں۔" عاصمہ تو جذباتی پن میں اس کا چہرہ ہاتھوں میں لیے بولتی چلی گئی۔

واثق کچھ اور بھی جھینپ گیا۔ آہستگی سے عاصمہ کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر چومنے لگا۔

"مما پلیز! اتنی بڑی بڑی امید نہ لگائیں۔ پہلے آپ اسے دیکھیں گی اور یہ تو میرا بھی دل کہتا ہے کہ وہ آپ کو بہت پسند آئے گی لیکن پھر بھی مما! میرے لیے آپ کی پسند آپ کی مرضی ہر چیز پر اولیت رکھتی ہے۔ آپ اس سے ملیں گی۔ اسے دیکھیں گی۔ پسند کریں گی۔" وہ مسکراتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں بولا۔

عاصمہ ابھی بھی محبت سے اسے دیکھتی جارہی تھی۔

"ابھی چلیں۔" وہ جوشیلے پن سے بولی۔

واثق بے اختیار ہنس پڑا۔ عاصمہ کے چہرے پر خفگی سی آگئی۔

"مما! ابھی تو میں فیکٹری جارہا ہوں۔ شام میں ذرا جلدی آجاؤں گا تو پھر آپ کو لے چلوں گا۔ صبح میں تو میرے خیال میں کوئی بھی لڑکی دیکھنے نہیں جاتا۔" وہ ماں کو چھیڑنے والے انداز میں بولا۔

"بے وقوف ہم نے لڑکی دیکھنے تھوڑی جانا ہے۔ میں نے تو اسے شگن ڈالنے جانا ہے بلکہ میں... ابھی تھوڑا ٹائم نکال کر جیولر کی طرف سے ہو آتی ہوں۔ ایک اچھی سی انگوٹھی لے آتی ہوں۔ کیا خیال ہے واثق!" وہ سنجیدگی سے کہہ رہی تھی اور واثق نے پھر ہنسنا شروع کر دیا۔

"تم میرا مذاق اڑا رہے ہو کہ میں سٹھیا گئی ہوں۔" وہ خفگی سے بولی۔

"نہیں تو بالکل بھی نہیں اور مما کبھی سنا ہے کہ لڑکی کو پہلی بار دیکھنے کے لیے جائیں اور انگوٹھی پہنا آئیں۔ آپ بھی ناں بس..." وہ ہونٹوں کا کونا دبا کر ہنسی روک رہا تھا۔

"اچھا تمہیں بڑا تجربہ ہے لڑکیوں کو جا کر دیکھنے کا... میں تو آج پہلی بار جاؤں گی۔ کون سا میرا کوئی تجربہ ہے یوں لڑکیاں دیکھنے کا۔ تمہاری بہنوں کا خیر سے اللہ کے کرم سے اتنی آسانی سے رشتہ شادی سب ہوگیا۔ دیکھنے دکھانے کی نوبت ہی نہیں آئی۔ اللہ تعالیٰ تم دونوں بہن بھائی کے معاملات بھی اس طرح نمٹادے تو پھر سمجھو میرے تو اس دنیا میں سارے فرائض تمام ہوئے۔ حج کروں گی اور پھر اللہ اللہ۔ تم جانو اس گھر کے معاملات کو اور تمہاری بیوی۔"

عاصمہ نے لمحوں میں سارا سلسلہ ہی پلان کر ڈالا۔

واثق پھر ہنس پڑا۔ اسے عاصمہ پر بے اختیار پیار آیا تھا۔

"میری بھولی سی مما! یوں تھوڑی ہوتا ہے۔ بہو آئے گی۔ کچھ برتن ٹوٹیں گے تھوڑی لڑائیاں ہوں گی۔ کچھ سازشیں ہوں گی پھر۔" وہ ماں کو چھیڑ رہا تھا۔

"خبردار تم نے اس سے آگے ایک لفظ بھی کہا تو... میں سچ میں تمہیں مار ڈالوں گی۔" وہ اسے ناراضی سے وارن کرتے ہوئے بولی۔

"او کے بالکل نہیں۔" وہ کان پکڑ کر بولا۔

"تمہاری بات چیت تو ہوگی واثق اس لڑکی سے؟" وہ کچھ دیر بعد سنجیدگی سے پوچھ رہی تھی۔

واثق نا سمجھی سے ماں کو دیکھ کر رہ گیا۔ اب جانے وہ کیا پوچھنا چاہ رہی تھیں۔

"میرا مطلب ہے لڑکی کے گھر... پیغام آئی مین! یونہی تو اٹھ کر کسی کے گھر نہیں چلے جاتے۔ تھوڑا بہت اس کے پیرنٹس کے نالج میں ہونا چاہیے کہ آنے والے لوگ کیوں آئے ہیں. تو وہ بھی تھوڑا ذہنی طور پر تیار ہوتے ہیں۔" عاصمہ اسے سمجھانے والے انداز میں بولی تو واثق سوچ میں پڑ گیا۔

"کیا ہوا تم نے جواب نہیں دیا۔" عاصمہ اسے خاموش دیکھ کر بولی۔

"مما! ابھی تو رابطہ نہیں ہے۔ تو آج ہم یونہی چلے جاتے ہیں نا مطلب بس یونہی ملنے... آپ" وہ کچھ سوچنے لگا۔

"آپ کہہ دیجیے گا کہ وہ آپ کی اسٹوڈنٹ رہ چکی ہے تو آپ اس سے ملنے آئی ہیں۔" وہ چٹکی بجا کر جیسے مسئلہ حل کرتے ہوئے بولا۔ عاصمہ اسے گھورنے لگی۔ "کیا کچھ غلط کہہ دیا میں نے۔" وہ ماں کے یوں دیکھنے پر جلدی سے بولا۔

"بے وقوف! ابھی ٹیچر بھی اپنے اسٹوڈنٹ سے یونہی ملنے جاتے ہیں۔" عاصمہ چڑے ہوئے انداز میں بولی۔

"تو پھر کیا کریں؟" واثق پریشان ہو کر بولا۔

"بیٹا! سمپل اس کی مدر سے بات کر لیتے ہیں۔ میں کر لیتی ہوں۔ تم مجھے اس کا نمبر دو۔" عاصمہ رک کر بولی۔

واثق ماں کو دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلانے لگا۔

"کیا مطلب! نمبر نہیں ہے تمہارے پاس۔"

"وہ تو ہے۔ ایکچوئلی مما! اس کی مدر، اس کے فادر... معلوم نہیں اس طرح ہمارے جانے سے کیا مطلب لیں کہ کہیں اس نے مثال نے آئی مین اس نے میرے ساتھ کوئی افیر چلا رکھا ہے تو... وہ شاید اس سے ناراض ہو جائیں اسی بات پر۔ کوئی اور ریزن سوچیں جس میں انہیں ایسا کوئی شک نہ ہو کہ میں مثال کو پہلے سے جانتا ہوں اور اس وجہ سے ہم آئے ہیں۔" وہ رک رک کر ماں کو سمجھانے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔

عاصمہ بھی سوچ میں پڑ گئی۔

"خیر ابھی تم فیکٹری جاؤ لیٹ ہو رہے ہو۔ میں اس دوران کچھ سوچ لیتی ہوں۔ تمہاری بات ٹھیک ہے۔" عاصمہ سر ہلاتے ہوئے کہہ کر اٹھ کر اندر چلی گئی۔

☼ ☼ ☼

"مگر کیوں۔" مثال حیرت بھرے انداز میں عفت کو دیکھنے لگی۔

"تمہارے پاپا کہہ کر گئے ہیں۔" وہ سپاٹ سرد لہجے میں بولی۔

آج عفت کی بیگانگی مثال سے کچھ زیادہ بڑھ کر تھی۔ وہ اس کی طرف دیکھ بھی نہیں رہی تھی۔ میکانکی انداز میں ناشتے کے خالی برتنوں کو ڈائننگ ٹیبل سے سمیٹ رہی تھی۔

"مگر کالج کیوں نہیں جاؤں۔ کوئی کام ہے آپ کو مجھ سے گھر میں۔" وہ عفت کے مختصر جواب سے مطمئن نہیں ہوتی تھی۔ کچھ اور بھی الجھ کر بولی۔

"بی بی! میں پہلے کون سے تم سے ہل جتواتی ہوں جو آج اپنے کسی کام کے لیے تمہیں کالج سے چھٹی کے لیے بولوں گی۔" وہ ایک دم جیسے ڈپٹ کر بولی۔

حالانکہ روز صبح کالج جانے سے پہلے پورے گھر میں بکھری ہوئی چیزیں سمیٹنا سب کچھ درست حالت میں رکھنا ڈسٹنگ کرنا کچن کی صفائی ناشتے میں عفت کی مدد کرنا سب مثال کی روز کی ڈیوٹی میں شامل تھا اور جس دن صفائی والی ماسی کے نہ آنے کا امکان ہوتا۔ اس روز اور بھی جلدی اٹھ کر گھر کی صفائی بھی کرنا پڑتی تھی اور آج عفت کیسے اکھڑے ہوئے لہجے میں کہہ رہی تھی اسے مثال کے کام سے کوئی مطلب نہیں۔

مثال دکھ سے اسے دیکھ کر رہ گئی۔ خیر یہ دکھ تو کوئی نئی بات نہیں تھی۔

"مما! آج میرا اکنامکس کا بہت اہم ٹیسٹ ہے۔" وہ عفت کے پیچھے کچن میں آتے ہوئے بولی۔

"تو اپنے باپ کو فون کرکے بتادو۔" وہ سنک میں برتن پٹختے ہوئے مڑ کر اس کی طرف دیکھے بغیر بولی۔

"شام میں تمہیں دیکھنے کچھ لوگ آرہے ہیں۔ دیکھنے کیا سمجھو معاملہ طے ہوچکا ہے۔ شام کو صرف فارملیٹی ہوگی۔" وہ کچھ دیر بعد اسی بیگانے پن سے اسے اطلاع دیتے ہوئے بولی۔

"کون سا معاملہ؟" مثال کے سر کے اوپر سے عفت کی بات گزر گئی۔ عفت نے ہاتھ میں پکڑی پلیٹ زور سے سنک میں پٹخی۔

"اتنی معصوم نہیں ہو تم۔ تمہاری ماں یہاں تمہیں جس مقصد کے لیے ڈال گئی تھی۔ وہ پورا ہونے جارہا ہے۔ فون ملا کر بتادو اپنی جادوگرنی ماں کو.... خود نکل گئی جان چھڑا کر مصیبت ساری ہمارے گلے ڈال گئی۔ جیسے ہم تو خدانخواستہ بے اولاد ہیں نا ہماری اپنی کوئی ذمہ داری ہے ہی نہیں۔" عفت سخت غصے اور ملال میں تھی۔

مثال ساکت سی کھڑی اسے دیکھتی رہی۔

"اب جاؤ یہاں سے۔ کہیں جانا ہے تو جاؤ۔ یوں میرے سر پر سوار ہوکر کھڑی مت ہو۔ اپنے ہی گھر میں آزادی سے سانس لینا محال ہوگیا ہے ہمارا تو۔" وہ سخت نفرت سے بولی۔

اور مثال کا جی چاہا وہ یہیں کھڑے کھڑے زمین کے اندر چلی جائے۔ اس نے آنسو پی لیے۔

یوں بھی اب اسے آنسو پینے کی پریکٹس ہوچلی تھی۔ مرے مرے قدموں سے واپس مڑ گئی۔

"مہمان کون سے آنے والے ہیں اور معاملہ کون سا ہے صرف فارملیٹی ہوگی۔" وہ ڈائننگ ٹیبل کے پاس بیٹھ کر الجھی ہوئی خود ہی یہ گتھی سلجھانے لگی۔

"پاپا سے فون کرکے پوچھوں۔ وہ یہ بات مجھ سے خود بھی کہہ کر جاسکتے تھے کہ میں آج کالج نہیں جاؤں لیکن انہوں نے تو مجھ سے بات کرنا ہی ختم کر رکھا ہے۔ عجیب طرح سے وہ ناراض ہیں مجھ سے۔" وہ دل گرفتی سے سوچے جارہی تھی۔

"اور میرے پاس موبائل فون بھی نہیں ہے میں مما کو میسج کرتی کہ وہ مجھے فون کریں۔" وہ بے بسی سے سوچنے لگی۔

"لیکن نہیں۔ میں کیوں کہوں ان سے کہ وہ مجھے فون کریں۔ انہیں خود تو میرا خیال نہیں۔ جب پاس تھی تب

انہیں میری پروا نہیں تھی۔ اب تو میلوں کے فاصلے ہیں۔" وہ نم آنکھوں سے سوچتی چلی جارہی تھی۔

"تمہارے ابا نے گھر میں دس ملازم نہیں رکھے ہوئے جو یوں مزے سے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی ہو ملکہ پکھراج جی! اٹھ کر گھر کے کام کرو۔ پہلے ڈرائنگ روم دیکھ لو۔ اس کے پردے بدلنے ہیں اور کشنز کے کور بھی۔ ماسی آئی ہے تو اچھی طرح صفائی کراؤ پھر کچن میں آکر میرا ہاتھ بٹاؤ۔ اس عذاب میں ادھر جو میری جان کو چمٹے ہوئے ہیں۔"

عفت نے کچن کی کھڑکی سے اسے یوں بیٹھے دیکھ کر وہیں سے چلانا شروع کردیا۔

مثال بوکھلا کر کتابیں میز پر چھوڑ کر جانے لگی پھر خیال آنے پر تیزی سے مڑ کر اس نے کتابیں اٹھائیں اور اپنے کمرے میں آگئی۔

"مہمان.... کہیں وہ والے تو نہیں۔" کمرے میں آتے ہی اس کے ذہن میں جھماکا سا ہوا۔

وہ ٹھٹک کر رک گئی۔ معاملہ کچھ کچھ اس کی سمجھ میں آنے لگا تھا۔

"پاپا کے دوست ایسے کون سے ہیں جنہیں میں نہیں جانتی۔ کیا پاپا میری شادی کرنے والے ہیں۔ مگر اتنی جلدی.... ابھی تو میرے بی ایس ہونے میں بھی دو سال ہیں۔" وہ پریشان سی سوچتی چلی گئی، پھر عفت کی اگلی آواز کا خیال آتے ہی تیزی سے یونیفارم بدلنے چلی گئی۔

☼ ☼ ☼

"تمہارے گھر۔" پری حیران نظروں سے سامنے کھڑی اپنائیت بھری نظروں سے دیکھتی وردہ سے بولی۔

"ہاں میرے گھر یار.... اور تم نے بتایا ہے نا جو ایڈریس تو وہ ہمارے گھر سے زیادہ دور نہیں ہے۔ یہ ہمارے گھر کا ایڈریس ہے۔" وردہ نے اپنے گھر کا ایڈریس جو عاصمہ کی اکیڈمی کے وزٹنگ کارڈ پر تھا نکال کر پری کو دیا۔

پری ایڈریس پڑھنے لگی۔

وردہ ابھی بھی اسے بہت پیار بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"ہاں.... یہ تو بالکل قریب ہے.... ہارڈلی دو مین اسٹریٹس کا فاصلہ ہے۔" وہ بھی سرہلا کر بولی۔

"آف کورس!" وردہ خوش ہوکر بولی۔

"تو یار! تم آجاؤ ناں ہمارے گھر۔" پری کچھ سوچ کر اسے دعوت دیتے ہوئے کہنے لگی۔

"پہلے تم آجاؤ۔ ایکچوئلی میں تمہیں اپنی مما سے ملوانا چاہتی ہوں۔ میں نے اپنی مما سے تمہاری اتنی تعریفیں کر رکھی ہیں۔ وہ تم سے مل کر بہت خوش ہوں گی۔" وردہ بچوں کی سی معصومیت سے خوش ہوکر کہہ رہی تھی۔

"تم نے بھلا میری ایسی کیا تعریفیں کریں۔ مجھ میں تو کوئی ایسی بات نہیں۔" وہ ادا سے بولی۔

"ارے یہ تو پورے کالج سے پوچھو۔ تمہاری یہ من موہنی صورت بیچاری لڑکیاں تمہیں دیکھ کر حسد اور رشک میں مبتلا ہوجاتی ہیں تو لڑکوں کا کیا حال ہوگا۔" وردہ اسے سراہتے ہوئے کہہ رہی تھی، وردہ کو لگا اس کے گال تمتمانے لگے ہیں۔

"شٹ اپ یار! اب ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے۔" وہ کچھ جھینپ کر بولی۔

"بات تو ہے، یہ تو تم نہ کہو۔" وردہ مصر ہوکر بولی۔

"تم پھر تم آرہی ہو ناں میرے گھر۔ دیکھو یہاں تو تم میری مما کی اکیڈمی دیکھنے کے بہانے بھی آسکتی ہو۔" وہ

اسے اکساتے ہوئے بولی۔
"نہیں یار! پہلے میں اپنی مما سے پرمیشن لوں گی پھر تمہیں بتاؤں گی کہ پہلے میں آؤں گی تمہارے گھر یا تم۔" وہ ذرا سوچ کر بولی۔
"او کے تو کب بتاؤ گی۔" وہ بے صبرے پن سے پوچھنے لگی۔
"صبر کرو یار! گھر پہنچوں گی تو پوچھوں گی نا۔" وردہ ہنس پڑی۔ دونوں باتیں کرتی ہوئی آگے نکل گئیں۔ وردہ باتوں کے دوران بھی متاثر ہو جانے والی نظروں سے پری کو دیکھتی رہی۔

☼ ☼ ☼

واثق بری طرح سے کام میں منہمک تھا جب اس کے بیگ میں موجود سیل فون کی بپ بجنے لگی۔
اجنبی بپ سنتے ہوئے وہ لمحہ بھر کو چونکا۔
کچھ دیر سوچتا رہا۔ پھر اسے خیال آیا کہ اس کے بیگ میں تو مشال کا سیل پڑا ہے۔
اس نے تیزی سے فون بیگ سے نکالا جو ابھی بھی بج رہا تھا۔
"بشریٰ ماما کالنگ" بلنک ــــ کر رہا تھا۔ واثق متذبذب سا فون کو دیکھنے لگا۔
"نہیں مجھے کال نہیں لینی چاہیے۔ اس کی مما کا فون ہے۔ جانے وہ کیا سمجھیں۔ لیکن اس نے ماما کے ساتھ ان کا نام کیوں فیڈ کیا ہوا ہے۔" وہ کچھ الجھ کر بجتے فون کو دیکھے جا رہا تھا۔ ذرا دیر بعد فون بند ہو گیا۔
وہ پھر سے کام میں مگن ہو گیا۔ فون پر میسج ٹون بجی تو وہ چونکا بشریٰ کا میسج تھا۔
"مشال جانو! کیسی ہو۔ شاید تم کالج میں ہو۔ میری کال نہیں لے رہیں۔ تمہارے پاپا کا رویہ کیسا ہے تمہارے ساتھ اور ان کی بیوی کا۔ ان کے بچوں کا۔ میں تم سے اتنی دور تو ہو گئی ہوں لیکن ایک پل کو چین نہیں مشال! تم کو بہت یاد کرتی ہوں۔۔۔ جانو آئی لو یو۔ اپنا بہت خیال رکھنا بہت زیادہ۔ میں تمہیں پھر فون کروں گی۔۔۔ لو یو۔" لمبا چوڑا میسج واثق کے سامنے ایک نئی کہانی کھول گیا۔
"تو کیا مشال اپنے اصل والدین کے ساتھ نہیں رہ رہی۔ اس کی ماما۔ کسی دوسرے ملک میں ہیں اور یہ۔۔۔"
وہ کچھ دیر سوچتا رہا پھر سر جھٹک کر فون بیگ میں رکھ کر کام کرنے لگا۔

☼ ☼ ☼

"تم جا کر چینج کر لو۔ تمہارے پاپا آنے والے ہیں اور ان کے ساتھ مہمان بھی۔ یوں سر جھاڑ منہ پہاڑ نہ ان کے سامنے چلی آنا کہ وہ دیکھتے ہی انکار کر دیں فوراً۔" عفت جلے کٹے لہجے میں کمرے میں آ کر اس سے بولی۔
صبح سے کام کر کر کے اس کا سارا جسم دکھنے لگا تھا۔ سر میں بھی بہت درد تھا۔ وہ ذرا کمر کو آرام دینے کے لیے کمرے میں آ کر بیٹھی تھی کہ عفت آ کر اسے ہدایت دینے لگی۔
"کون سے مہمان مما؟" پری نے ماں کے پیچھے سے سر نکالتے ہوئے متجسس لہجے میں پوچھا۔
"تمہارے پاپا کے جاننے والے ہیں۔ تم بھی جا کر اپنا حلیہ درست کر لو پری!۔" عفت اسے تنقیدی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی۔
"میں ٹھیک تو ہوں۔" وہ اپنے سراپے پر نظر ڈال کر لاپروا انداز میں بولی۔
عفت نظروں میں پیار سمو کر اسے دیکھنے لگی۔
"پری تیار نہیں بھی ہو تو بھی اس مشال کے سامنے بہت خوب صورت ہے۔ ماشاء اللہ لاکھوں میں ایک ہے

میری بیٹی!" عفت یونہی پری کو پیار کر کے مسکرانے لگی۔

☼ ☼ ☼

مشال بے دلی سے تیار ہو کر خود کو آئینے میں دیکھنے لگی۔ وہ پیاری لگ رہی تھی مگر آنکھوں میں تھکن سی تھی۔
اس وقت اسے صرف آرام کرنے کی خواہش ہو رہی تھی۔ اسی وقت باہر گاڑی رکنے دروازے کھلنے اور بند ہونے کی آوازیں آنے لگیں۔ ذرا دیر میں گھر میں مہمانوں کے آنے کی آوازیں شور اور ہلچل سی ہونے لگی۔
"آجاؤ تمہیں پاپا بلا رہے ہیں۔" پری خوب صورت گلابی رنگ کے ریشمی سوٹ میں کسی دیس کی پری ہی تو لگ رہی تھی۔ لمحہ بھر کو مشال مبہوت سی اسے دیکھتی رہ گئی۔
"اچھی لگ رہی ہوں نا میں۔" مشال کی نظروں سے اس نے فوراً "اخذ کرتے ہوئے اترا کر پوچھا۔
مشال پیار سے مسکرا دی۔
"تھینک یو!" وہ خوش ہو کر گول گول گھوم گئی۔ اس کا پھولا پھولا سا فراک کچھ اور بھی پھول گیا۔
"لائیک اے پرنسس ناں۔" وہ شوخی سے بولی۔
مشال اثبات میں سر ہلا کر اس کے ساتھ باہر نکل گئی۔
پری فوراً" ہی اندر ڈرائنگ روم میں مہمانوں کے پاس چلی گئی۔ مشال کچھ جھجک کر وہیں رک گئی۔
"معلوم نہیں کون ہیں۔ کیسے لوگ ہیں اور پری کو دیکھ کر انہوں نے میرے بارے میں کیا اندازے لگا رکھے ہوں گے۔" خوامخواہ اس کی ہتھیلیاں پسینے میں بھیگنے لگیں۔
"اور وہ واثق۔۔۔" بے اختیار اس کے دل نے ایک دھڑکن مس کی۔ وہ کچھ ششدر سی کھڑی رہ گئی۔ اس موقع پر اس کے یاد آنے کا کیا مطلب تھا۔ وہ گم صم سی کھڑی تھی۔ جب بالکل اس کے ہاتھ کے پاس پڑا لینڈ لائن گنگنا اٹھا۔
اس نے گھبرا کر پہلی گھنٹی کے بعد فون اٹھا لیا۔
"ہیلو۔" بہت مدھم آواز میں وہ بولی تھی۔
"تھینک گاڈ مشال! فون تم نے اٹھایا۔ میں ابھی کچھ دیر میں اپنی مما کے ساتھ تمہارے گھر آ رہا ہوں۔ پلیز تم اپنے پیرنٹس کو بتا دینا کسی فارملیٹی کی ضرورت نہیں۔ ہم بس یونہی ملنے آ رہے ہیں۔ مما تمہارے لیے میرا پرپوزل دیں گی۔ تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ناں؟" وہ شوخی سے پوچھ رہا تھا۔
"واثق!" اس کی آواز بے اختیار کانپی تھی۔
"او کے بائے۔ ہم کچھ دیر میں روبرو ملتے ہیں اور ہاں تمہارا فون بھی میں ساتھ لیتا آؤں گا یار! اپنے گھر میں تھوڑا میرا سوفٹ امیج بنا دینا تاکہ میری مما کا کام آسان ہو جائے۔۔۔ او کے بائے۔" کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔
مشال پریشان سی کھڑی رہ گئی۔
"مجھے ری ڈائل کر کے اس وقت یہاں آنے سے منع کرنا چاہیے۔ اگر وہ اس طرح اپنی والدہ کو لے کر آ گیا اور پاپا نے کچھ اور سمجھ لیا تو بہت مشکل ہو جائے گا۔" وہ جلدی سے نمبر ری ڈائل کرنے لگی۔
"کتنے لوگوں کو بھجوانا پڑے گا تمہیں بلانے کے لیے۔ مہمان تم سے ملنا چاہتے ہیں۔ آجاؤ اب۔" عفت بے زاری سے اس کے سر پر آ کر بولی تو اس نے جلدی سے فون بند کر دیا۔

(باقی آئندہ ماہ ان شاء اللہ)